یاجوج اور ماجوج

یاجوج اور ماجوج کیلئے انگریزی میں متبادل لفظ Gog Magog ہے اور نصاریٰ کے ہاں انسانی ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب، جسے وہ بائبل کا نام اور عنوان دیتے ہیں، اِن کا ذکر شیطانی قوت کے طور پر ملتا ہے جو دنیا کے ختم ہونے سے فوراً قبل ظاہر ہوگی۔ اس ضمن میں انسائکلو پیڈیا برٹینکا میں یہ بیان کیا گیا ہے:

in the Bible, a hostile power that is ruled by Satan and will manifest itself immediately before the end of the world (Revelation 20). In the biblical passage in Revelation and in other Christian and Jewish apocalyptic literature, Gog is joined by a second hostile force, Magog; but elsewhere (Ezekiel 38; Genesis 10:2) Magog is apparently the place of Gog's origin.

An independent legend of Gog and Magog surrounds two colossal wooden effigies in the Guildhall, London. They are thought to represent survivors of a race of giants destroyed by Brutus the Trojan, the legendary founder of London (Troia Nova, or New Troy), and brought there to act as porters at the gate of the royal palace. Effigies of Gog and Magog have existed in London from the time of Henry V. The first figures were destroyed in the Great Fire (1666) and were replaced in 1708. The second pair was destroyed in an air raid in 1940 and again replaced in 1953.

In the legends recounted by the medieval English historian Geoffrey of Monmouth, Gogmagog, or Goëmagot, was a giant chieftain of Cornwall who was slain by Brutus' companion Corineus.

ہمارے ہاں بھی یاجوج اور ماجوج کے متعلق طرح طرح کی روایات راہ پا گئی ہیں جبکہ قرآنِ مجید نے اُن کے متعلق حقیقت کو چودہ سو سال قبل ظاہر کر دیا تھا۔ قرآنِ مجید نے بتایا ہے کہ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سے لوگوں نے ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تھا۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ (الکہف۔۸۳)

''اور آپ (ﷺ) سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ کہیں ''میں ابھی تم لوگوں کو اُس کے متعلق بیان/ذکر سناتا ہوں''

اور پھر ذوالقرنین کے متعلق یوں بتایا گیا ہے:

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾
حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ
قُلْنَا يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ
صَٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾

”بیشک ہم نے اُسے زمین میں اقتدار بخشا تھا اور اُسے ہر چیز کے حصول کی راہ دی۔ چنانچہ وہ ایک راہ مہم پر چل نکلا۔ یہاں تک کہ وہ سورج غروب ہونے کی جگہ (مغرب میں) پہنچا تو اسے ایک سیاہ، کیچڑ بھرے چشمے میں ڈوبتے پایا اور اُس مقام کے پاس **ایک قوم** کو پایا۔

(ان پر غلبہ پانے پر) ہم نے کہا ”ذوالقرنین! کیا ارادہ ہے انہیں سزا دینا ہے یا اِن سے عمدہ سلوک کرنا ہے“۔ اُس نے کہا ”جس نے زیادتی کی اسے ہم سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کے پاس لوٹایا جائے گا تو وہ اسے نامانوس عذاب دے گا۔ تاہم جو ایمان لایا اور اُس نے اچھے کام کئے تو اُس کیلئے عمدہ جزا ہوگی۔ اور اپنے معاملے میں ہم اُس سے آسان بات کریں گے“۔

بعد ازاں وہ ایک (دوسری مہم) راہ پر چل نکلا“ (الکہف۔۸۴۔۸۹)

ذوالقرنین کا تعارف ایک ایسے بادشاہ اور حکمران کے طور پر کرایا گیا ہے جسے اپنے زمان کے حوالے سے اسباب دنیا اور اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی حاصل تھی۔ سورج ہمیشہ سے مغرب میں غروب ہوتا ہے اِس لئے سورج کے غروب ہونے کے مقام پر پہنچنے کے معنی یہی ہیں کہ وہ کرہ ارض کے مغربی حصے میں پہنچا جہاں اُس نے ایک قوم کو آباد پایا اور اُن پر غلبہ پایا۔ ذوالقرنین کے متعلق دوسری بات یہ واضح ہے کہ ایک عادل بادشاہ اور حکمران تھا۔ ظالموں کو سزا دینا اور امن پسند صالح لوگوں کے ساتھ نرمی کا رویہ رکھنا اُس کا شیوہ تھا۔

ذوالقرنین کی دوسری مہم کے متعلق بتایا:

حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾
كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾

”یہاں تک وہ سورج کے طلوع ہونے کے مقام (مشرق) پر پہنچا تو اُس نے اسے ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے پایا (دیکھا) جس کیلئے ہم نے اُس سورج سے ادھر کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی۔ یہ ہے حقیقت اور ہمیں اُس کے معاملوں کی پوری خبر تھی۔

بعد ازاں وہ ایک (اور) راہ پر چل نکلا“ (الکہف۔۹۱۔۹۲)

ذوالقرنین کی دوسری مہم مشرق کی سمت تھی کہ سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔اوراس مقام پر صبح کے وقت پہنچا جب سورج طلوع ہو رہا تھا اورزمین پر یہ جگہ کچھ اس طرح کی بتائی گئی ہے جس کیلئے سورج سے کوئی اوٹ نہ تھی (شاید یہ معنی ہوں کہ اس کے اردگرد پہاڑوں کا سلسلہ نہ تھا)۔قرآنِ مجید ماضی کے واقعات کو عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کیلئے بیان کرتا ہے۔اگر یہ ایک بدکردار انسان کی عادت، روش اور رویئے کو بیان کرتا ہے تو ایک اچھے انسان کے اوصاف الگ سے بتا تا ہے۔ایک سرکش اور بدی کے علمبردار حکمران فرعون کا ذکر بیان کرتا ہے تو اس کے مقابل ایک اعلیٰ صفات کے حامل حکمران کی شخصیت کے قابل تقلید پہلو کو لوگوں کی نصیحت کیلئے اجاگر کرتا ہے۔فرعون ایک مختصر سی مملکت کا حکمران تھا جبکہ ذوالقرنین کی مہموں سے واضح ہے کہ وہ مشرق اور مغرب تک جا پہنچا۔عام قاری کیلئے اِس میں موعظت کا کوئی پہلو نہیں کہ مغرب اور مشرق میں وہ کون سے مقامات یا شہر تھے جہاں ذوالقرنین پہنچا۔لیکن اگر جذبہ تجسس کی تسکین کیلئے کوئی اسے ضروری سمجھتا ہے تو پھر صرف ماہرین جغرافیہ کیلئے زیبا ہے کہ تحقیق کریں کیونکہ آیات مبارکہ میں سمتوں کے حوالے موجود ہیں اور ایک وقت تھا جب براعظم ایشیا اور یورپ زمین کا ایک ہی ٹکڑا تسلیم کئے جاتے تھے اور ایشیا کو ''مشرق'' اور مغربی حصے کو ''مغرب'' کہا جا تا تھا۔

Two Definitions of Asia: Classical and Modern

Asia is actually just one part of the Eurasian landmass, the largest body of land on Earth. Through time, a division of Eurasia into two parts, Europe and Asia, became generally accepted. The dividing line started with the Ural Mountains in Russia and then continued south to the Caspian Sea, turning west to follow the boundary between today's Iran and Turkey and Georgia, Armenia, and Azerbaijan. Turkey thus was the westernmost part of Asia. Asia then, in the classical sense, extends east as far as the Pacific Ocean, north to the Arctic Ocean, and south to the Indian Ocean and the islands of Southeast Asia. Europeans called Asia the Orient, meaning “east,” and the Westernworld was referred to as the Occident, meaning “west.” These old terms are seldom used anymore.

(Encylopaedia Brittanic 2003)

مغرب اور مشرق کی سمت میں ان دو مہموں کے بعد ذوالقرنین ایک اور راہ پر چل نکلا۔اُس کی اِس تیسری مہم کے متعلق بتایا:

حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ ٱلسَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾
قَالُوا۟ يَـٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا
عَلَىٰٓ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّى فِيهِ رَبِّى خَيْرٌ فَأَعِينُونِى بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ ءَاتُونِى زُبَرَ ٱلْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ ٱلصَّدَفَيْنِ قَالَ ٱنفُخُوا۟ ۖ
حَتَّىٰٓ إِذَا جَعَلَهُۥ نَارًا قَالَ ءَاتُونِىٓ أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا ٱسْطَـٰعُوٓا۟ أَن يَظْهَرُوهُ
وَمَا ٱسْتَطَـٰعُوا۟ لَهُۥ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَـٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّى ۖ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّى جَعَلَهُۥ دَكَّآءَ ۖ
وَكَانَ وَعْدُ رَبِّى حَقًّا ﴿٩٨﴾

''یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اُس نے اُن سے اِدھر **ایک قوم** کو پایا جو بات کم ہی سمجھتے تھے۔

انہوں نے کہا ''اے ذوالقرنین! بیشک یاجوج اور ماجوج **زمین میں فساد** پیدا کرنے والے ہیں۔ تو کیا ہم آپ کیلئے معاوضہ مقرر کر دیں اگر آپ ہمارے اور اُن کے درمیان دیوار بنا دیں''۔ اُس نے کہا ''جس پر میرے رب نے مجھے قدرت دی ہے وہ بہتر ہے۔ پس تم میری مدد کرو قوت (بازو) سے۔ میں تمہارے اور اُن کے درمیان ایک مضبوط آڑ بنا دوں گا۔ مجھے لوہے کے تختے لا دو''۔

یہاں تک کہ جب اُس نے دو کناروں کی درمیانی جگہ کو ان سے صحیح تناسب سے پُر کر دیا تو کہا ''دھونکو'' یہاں تک کہ جب اس نے اسے سرخ بنا دیا تو کہا ''مجھے لا دو کہ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈال دوں'' (دھاتوں کی مضبوط دیوار بن گئی)۔ **اِس لئے یاجوج و ماجوج اِس قابل نہ تھے کہ اُس پر چڑھ سکیں اور نہ وہ اُس میں نقب لگا (سوراخ) کر سکتے تھے**۔ اس نے کہا ''یہ میرے رب کی رحمت ہے **اور جب میرے رب کا وعدہ پورا ہو چکا ہو گا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گا** اور میرے رب کا وعدہ سچا ہوتا ہے'' (الکہف۔۹۳۔۹۸)

اِس قوم نے اس بادشاہ کو يَـٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ سے مخاطب کیا ہے۔ ''ذی۔ذو۔ذا'' کسی شخص یا شئے کیلئے اُس حیثیت، صفت، ملکیت، علم و ہنر، فن کے حوالے سے بولتے ہیں جو اس کا خاصا ہو۔ جیسے صاحب حیثیت، صاحب اولاد، صاحب علم و فن۔ اِس طرح واضح ہوا کہ القرنین اُس بادشاہ کا نام نہیں بلکہ خطاب، ٹائٹل، لقب ہے جیسے فرعون مصر کے بادشاہ کا نام نہیں بلکہ اس کا خطاب، ٹائٹل تھا۔ ٹائٹل ''فرعون'' اختیار کرنے سے قبل اصل میں مصر کے بادشاہ، حکمران کے محل کا نام تھا۔ ''قرن'' انسان کے سر کے سامنے والے حصے پر ہر اُس دو مقام کو کہتے ہیں جہاں اس کے تقابل میں جانور کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ سینگوں والے جانور غلبے اور قوت، سرداری کا فیصلہ سینگوں کے زور پر ہی کرتے ہیں۔ شاید اِس لئے قرن کے ایک معنی قوم کا سردار بھی کئے گئے ہیں (تاج)۔ قرن قوم کیلئے استعمال ہوا

ہے(حوالہ الانعام۔۵)۔اور قوم کسی سلطنت میں بستی ہے۔اس طرح يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ کے معنی ’’اے دو سلطنتوں کے سردار‘‘ بھی ہو سکتے ہیں۔اور دو سینگوں والا تاج بھی اُس بادشاہ کا امتیازی نشان ہو سکتا ہے۔

ذوالقرنین کی یہ تیسری منزل (سمتوں کے تعین کے بغیر) دو پہاڑوں کے سلسلے کے درمیان اختتام پذیر ہوئی اور وہاں اُس نے صرف ایک قوم کو پایا جو بات کو صحیح طور پر نہیں سمجھتے تھے۔اِس سے واضح ہے کہ یہ قوم انسانی آبادیوں سے الگ تھلگ آباد تھی اور دوسروں سے اُن کا راہ و رسم نہیں تھا۔انہوں نے ذوالقرنین کو بتایا کہ ’’یاجوج اور ماجوج‘‘ مُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ یعنی زمین میں بگاڑ پیدا کرنے والے ہیں اور اس سے عرض کی کہ وہ ان کے اور ’’یاجوج اور ماجوج‘‘ کے درمیان دیوار بنا دے اور اس کام کیلئے معاوضہ کی پیشکش بھی کی۔ذوالقرنین نے بغیر معاوضہ کے دیوار بنانے پر رضامندی ظاہر کردی اور اس نے ان سے کہا کہ اس کام میں وہ اپنی قوت سے اسے مدد دیں اور بیان کردہ انداز میں دیوار بن گئی۔اس دیوار کے ذریعے دو پہاڑوں کے درمیان موجود زمینی راستے کو بند کر دیا گیا جہاں سے ’’یاجوج اور ماجوج‘‘ داخل ہو کر زمین میں ’’فساد‘‘ پیدا کرتے تھے۔اور بتایا گیا کہ ’’یاجوج اور ماجوج‘‘ اس پر نہ تو چڑھ سکیں گے اور نہ اس میں سوراخ کر سکیں گے۔وحشی خونخوار قوم کسی دیوار میں سوراخ کر کے کسی دوسری قوم پر کیا کبھی حملہ آور ہوتی ہے کہ ’’یاجوج اور ماجوج‘‘ کو پرانے تاتاریوں جیسی کوئی قوم سمجھ لیا جائے؟ ’’نقب‘‘ تو چھوٹے موٹے چور، چوہے اور دوسرے چھوٹے جانور لگاتے ہیں۔

ذوالقرنین ایک ایسا طاقتور حکمران تھا جو ظالموں کو سزا دیتا تھا۔اگر ’’یاجوج اور ماجوج‘‘ انسانوں کے قبیلے یا قوم ہوتے تو وہ اُن پر حملہ کرتا اور انہیں سزا دیتا اور بیخ کنی کرتا۔’’یاجوج اور ماجوج‘‘ پہاڑوں سے اتر کر نہیں آتے تھے بلکہ اُن دو پہاڑوں کے درمیان موجود زمینی راستے سے داخل ہو کر اُس علاقے میں موجود اُس واحد قوم کی زمین میں فساد مچاتے تھے۔’’یاجوج اور ماجوج‘‘ اگر خونخوار وحشی قبائل ہوتے تو یہ دیوار انہیں روز قیامت تک اُس قوم پر حملہ آور ہونے سے کیسے روک سکتی تھی کیونکہ اگر اس پر چڑھ نہیں سکتے تھے تو پہاڑوں سے اتر کر حملہ کرنے میں کیا شئے مانع ہو سکتی تھی؟

ذوالقرنین کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ ایک عادل اور انصاف پسند حکمران تھا۔اگر ’’یاجوج اور ماجوج‘‘ انسانوں کے قبیلے یا کوئی قوم ہوتی تو ذوالقرنین جیسے حکمران سے کیسے توقع کی جا سکتی تھی کہ ایک قوم کے نقطۂ نظر کو سن کر دوسری قوم کے بارے میں اُن کی بات سنے بغیر رائے قائم کر لے کہ وہ فسادی ہیں اور اِس قوم کی یکطرفہ بات صحیح مان کر اُن کی خواہش کے مطابق بن معاوضہ اُن کے مفاد میں کام بھی کر دے؟

آپ اور میں تو اُس علاقے میں گئے نہیں۔ جو گیا تھا اُس کے بارے میں بتایا گیا کہ اس نے وہاں صرف ایک قوم کو پایا تھا۔

ذوالقرنین کو تو وہاں انسانوں کی کوئی دوسری قوم دکھائی نہیں دی تھی اگرچہ اپنی فوجوں کے ساتھ مہم پر نکلا ہوا تھا لیکن تصور میں بلا مقصد ماضی میں گھومنے والوں کو وہاں ایک زمانے کے تاتاریوں اور ہلاکو جیسے وحشی قبائل دکھائی دے جاتے ہیں۔ ذوالقرنین کو مخاطب کر کے ''یاجوج اور ماجوج'' کی اصطلاح یا نام اپنی مروجہ زبان میں ایک ایسی قوم نے لیا تھا جو بات کو کم ہی سمجھتے تھے اس لئے اب اگر ہم ان الفاظ کے ماخذ کو یونانی اور عبرانی میں سے تلاش کر کے نکال لائیں تو اسے ایک عجیب منطق کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

قرآنِ مجید نے اس الگ تھلگ بسنے والی قوم کے بتائے ہوئے ''یاجوج اور ماجوج'' کو نہ تو دو بھائی بتایا ہے اور نہ ہی انہیں انسانوں پر مشتمل کوئی قبیلہ یا قوم قرار دیا ہے۔ ذوالقرنین جو وہاں ذاتی طور پر گیا تھا اس کے عمل سے واضح ہے کہ 'یاجوج اور ماجوج' انسان نہیں ہیں۔ اور قرآنِ مجید نے غیر مبہم انداز میں واضح کیا کہ وہ انسانوں کی قوم نہیں۔ پہاڑوں کے کناروں کی درمیانی جگہ میں جب لوہے کے تختے لگا دیئے گئے اور انہیں گرم کر کے ان پر پگھلا ہوا تانبا ڈال کر جب دیوار بن گئی

فَمَا ٱسۡطَٰعُوٓاْ أَن يَظۡهَرُوهُ وَمَا ٱسۡتَطَٰعُواْ لَهُۥ نَقۡبٗا ﴿٩٧﴾ (الکہف۔۹۳۔۹۸)

''پھر اس کے باعث اُن کے پاس قوت اور صلاحیت نہ تھی کہ اُس دیوار پر چڑھ سکیں اور نہ وہ اُس میں سوراخ کر سکتے تھے''

یوں ظاہر ہوا کہ ''یاجوج اور ماجوج'' کوئی جانور وغیرہ ہیں جو پہاڑوں کے درمیان زمینی راستے سے داخل ہو کر اس قوم کی زمینوں کی فصلوں کو تباہ و برباد کرتے تھے۔ اور اُن کے آنے کے راستے میں مضبوط دھاتوں سے بنائی گئی دیوار کی بناء پر اس قوم کو ان سے نجات مل گئی۔ اس قوم نے ''یاجوج اور ماجوج'' سے پریشانی کی وجہ یہ بتائی تھی کہ وہ مُفۡسِدُونَ فِى ٱلۡأَرۡضِ ہیں۔ لفظ مُفۡسِدُونَ اور ٱلۡفَسَادُ کے معنی اور مفہوم کو چاہے جس قدر وسعت اور طوالت دے دی جائے اُس سے وحشی قوم کا حملہ اور خون ریزی کبھی مراد نہیں لی جا سکتی۔ ٱلۡفَسَادُ معنی mischief، بگاڑ اور یہ ضد ہے اصلاح کی۔ فساد اور خون بہانا (القتل) دو الگ الگ باتیں ہیں۔

پہاڑوں کے دو کناروں کے درمیان لوہے کی دیوار بنائی جا رہی ہے۔ پھر اُس لوہے کو سرخ کر کے اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالا گیا۔ یہ ایک بڑا منصوبہ تھا جو آج کے دور میں بھی گھنٹوں یا چند دنوں میں پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اُس زمانے میں تو اسے مکمل ہونے میں خاصا وقت لگا ہو گا۔ اگر ''یاجوج اور ماجوج'' انسانوں کی کوئی قوم ہوتے تو اِس دوران ذوالقرنین سے رابطہ کرتے۔ قرآنِ مجید کے اِس قدر واضح بیان کی موجودگی میں کچھ اِس طرح کہنا کہ یاجوج اور ماجوج ماضی کے تاتاریوں، منگولوں جیسی کوئی جنگجو قوم ہے عجیب باتیں ہیں۔ اور یہ بھی واضح رہے دیوار چین لوہے اور پگھلے ہوئے تابنے کی بنی ہوئی نہیں ہے۔

''قیامت کی نشانیوں'' میں ایک نشانی یہ بتائی جاتی ہے کہ یاجوج ماجوج کو چھوڑ دیا جائے گا۔ لیکن قرآنِ مجید یاجوج ماجوج کے چھوڑنے کو قیامت کے دن پیش آنے والے واقعات میں سے ایک واقعہ بتاتا ہے۔ ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج کی آمد روکنے کیلئے مظبوط دیوار بنا لینے پر کہا تھا

قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾

''اس نے کہا'' یہ میرے رب کی رحمت ہے اور جب میرے رب کا وعدہ پورا ہو چکا ہوگا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہوتا ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیت ۹۹ میں بتایا ہے کہ جب رب العالمین کے وعدے کا وقت جس دن پورا ہوگا تو یوں ہوگا

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾

''اور اُس دن ہم ان (یاجوج اور ماجوج) میں بعض کو چھوڑ دیں گے کہ ایک دوسرے پر مضطرب لہر کی طرح گر پڑیں۔ اور صور پھونک دیا جائے گا، پھر ہم ان سب کو جمع کر لیں گے'' (الکہف۔۹۹)۔

آیت مبارکہ میں يَوْمَئِذٍ (اس دن، ایسے واقعات کے دن) اور یاجوج اور ماجوج کو اس دن چھوڑنے اور صور پھونکے جانے کے درمیان ''واوٴ عاطفہ'' کے استعمال سے واضح ہے کہ یاجوج اور ماجوج کو روز قیامت چھوڑ دیا جائے گا۔ ذوالقرنین نے بھی کہا تھا کہ اس کی بنائی ہوئی دیوار وعدے کے دن ریزہ ریزہ کر دی جائے گی جو یاجوج اور ماجوج کے بند رہنے کا سبب ہے۔ یہ بحث بے مقصد ہے کہ ذوالقرنین کو کس نے بتایا تھا کہ اس کی بنائی ہوئی دیوار وعدے کے دن ریزہ ریزہ ہو جائے گی لیکن ان کی بات سچ ہے کیونکہ ان کے قول کی نفی نہیں کی گئی۔ انہوں نے دھاتوں کے ملاپ سے بنائی گئی دیوار کے متعلق یہ بھی کہا تھا'' یہ میرے رب کی رحمت ہے'' جس سے واضح ہے کہ ذوالقرنین کو بنائی گئی دیوار کی مضبوطی اور پائداری کا یقین تھا۔

عین قیامت کے دن صور پھونکے جانے سے قبل یاجوج ماجوج مضطرب لہر کی طرح ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگتے آئیں گے۔ اور سورۃ الانبیاء کی آیت ۹۵۔۹۷ میں فرمایا

وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾

''اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا وہ اس پر حرام ہے، وہ (بستی والے اب) نہیں لوٹیں گے''

ہلاک ہوئے لوگوں نے اس وقت تک اپنی اپنی قبروں میں سے نہیں اٹھنا جب تک عین قیامت والے دن صور نہیں پھونکا جاتا

حَتَّىٰٓ إِذَا فُتِحَتۡ يَأۡجُوجُ وَمَأۡجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ﴿٩٦﴾

''یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر جگہ سے (ایک دوسرے پر گرتے پڑتے) نکلتے چلے آئیں گے''

وَٱقۡتَرَبَ ٱلۡوَعۡدُ ٱلۡحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَٰخِصَةٌ أَبۡصَٰرُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَٰوَيۡلَنَا قَدۡ كُنَّا فِي غَفۡلَةٍ مِّنۡ هَٰذَا بَلۡ كُنَّا ظَٰلِمِينَ ﴿٩٧﴾ (الانبیاء۔۹۷)

''اور سچا وعدہ قریب ہوگیا۔اس لئے کافروں کی آنکھیں کھلی رہ جائیں گی ''ہم پر افسوس! ہم اِس سے لاپرواہ تھے۔نہیں، بلکہ ہم ظالم تھے''

یہ عین قیامت کے دن کا منظر ہے۔اگر یاجوج اور ماجوج کے نکلنے کو قیامت سے قبل کا واقعہ سمجھ لیا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ ہلاک ہوئی بستیوں کے لوگوں نے بھی قیامت سے قبل زندہ کھڑے ہو جانا ہے کیونکہ ان کے واپس نہ لوٹنے کا وقت یاجوج اور ماجوج کے نکلنے سے مشروط بتایا گیا ہے۔عین قیامت کے دن کافروں کی آنکھیں کھلی رہ جائیں گی، یہ بات ایک اور مقام پر بھی بتائی گئی ہے اور لوگوں میں بھی اسی طرح کا اضطراب ہوگا جس انداز میں یاجوج اور ماجوج نکلیں گے

وَلَا تَحۡسَبَنَّ ٱللَّهَ غَٰفِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ ٱلظَّٰلِمُونَۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيهِ ٱلۡأَبۡصَٰرُ ﴿٤٢﴾

مُهۡطِعِينَ مُقۡنِعِي رُءُوسِهِمۡ لَا يَرۡتَدُّ إِلَيۡهِمۡ طَرۡفُهُمۡۖ وَأَفۡـِٔدَتُهُمۡ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾

''اور اللہ کو اس کام سے جو یہ ظالم کرتے ہیں ہرگز غافل نہ سمجھ۔وہ انہیں صرف اُس دن تک مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھوں کو ٹکٹکی لگی ہوگی۔اور وہ اپنے سر اٹھائے یوں بھاگے جا رہے ہوں گے کہ ان کی نظریں ان کے اطراف میں نہ پھریں گی، وران کے دل خالی ہوں گے'' (سورۃ ابراہیمؑ۔۴۲۔۴۳)

شَٰخِصَةٌ اور '' تَشۡخَصُ '' کا مادہ ''ش خ ص'' ہے اور ہر دور سے نظر آنے والے جسم کو کہتے ہیں جو بلند ہو۔ابن فارس نے کہا کہ اس کے بنیادی معنوں میں بلندی پائی جاتی ہے۔بغیر جھپکائے آنکھوں کو کھلا رکھنا۔دہشت کے مارے جب کسی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں تو بولتے ہیں (تاج، محیط، راغب)۔انسان کی آنکھیں اُس وقت کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں جب کوئی بات اچانک واقع ہو۔ بَلۡ تَأۡتِيهِم بَغۡتَةً فَتَبۡهَتُهُمۡ ''نہیں! وہ ان پر اچانک آن پہنچے گی اور انہیں مبہوت کر دے گی'' (حوالہ الانبیاء۔۴۰)۔

آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جانے کا مفہوم یہی ہے کہ وہ انہیں مبہوت کر دے گی۔اس دن موجود تمام انسانوں نے موت کی نیند سو جانا ہے اس وجہ سے بھی ان کی آنکھیں بعد از مرگ کھلی کی کھلی رہیں گی کہ انہیں بند کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔یوں قرآنِ مجید نے غیر مبہم انداز میں واضح کیا ہوا ہے کہ یاجوج اور ماجوج کوئی شیطانی قوت یا خونخوار وحشی قبائل نہیں ہیں جنہوں نے قیامت سے کچھ عرصہ قبل ''ظاہر'' ہو کر انسانوں کو ہلاک اور تہس نہس کرنا ہے بلکہ جس دن بقول ذوالقرنین ''میرے رب کا وعدہ پورا ہوگا'' تو اس دن اس کی بنائی ہوئی دیوار کو بھی رب

العزت بقول ذوالقرنین ''ریزہ ریزہ کردے گا''۔اوراس دن زندہ لوگوں کیلیۓ بھی مہلت کا وقت ختم ہوجائے گا اور اقرار کریں گے کہ ہم اس دن سے محض غافل نہ تھے بلکہ درحقیقت ظالم تھے۔

مسلمانوں میں سے جن اہل قلم نے اس صالح بادشاہ ذِی الْقَرْنَيْنِ کو ''غیروں میں سے'' لکھا ہے انہوں نے شاید اُن کی باتوں کو غور سے نہیں سنا۔اُن کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان اور یقین کامل ہے۔اللہ تعالیٰ کی جانب روز قیامت لوٹائے جانے پر ظالموں کو نامانوس عذاب ملنے پر ان کا یقین کامل ہے۔اللہ کی جانب سے عطا کیے ہوئے کو وہ بہتر سمجھتے ہیں۔اللہ کے شکرگزار بندوں میں سے تھے۔ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ میں سے ہونے والوں کی خصوصیات ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔اور آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے مبعوث فرمائے جانے سے قبل جو کوئی بھی مسلمانوں کے جدامجد مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ پر تھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہی کے دیئے ہوئے نام مسلمان سے پہچانا اور پکارا جائے گا۔اللہ رب العزت اس نیک اور پارساء مسلمان حکمران کے درجات بلند فرمائے اور موجودہ دنیائے اسلام کے فرمانرواؤں کو ذِی الْقَرْنَيْنِ اور فرعون کے مابین واضح اور وسیع وطویل فرق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل کے بنی اسرائیل کے لوگوں کے بارے میں آج کے یہود و نصاریٰ جو چاہے کہتے اور سمجھتے رہیں لیکن ان میں سے جو کوئی بھی مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا پر قائم تھے وہ ہمارے مسلمان آباؤاجداد میں سے ہیں اور ہم انہیں بصد احترام سلام بھیجتے ہیں۔